AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL

Al-Misbah, **Vol. 3, No. 1**(2023),59-76
https://almisbah.info/

اسلام میں تصوف اور رہبانیت کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

SUFISM AND MONASTICISM IN ISLAM: A RESEARCH REVIEW IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS

*Dr. Qutab Nisar
** Dr. Shamsul Arifeen

ABSTRACT

Islam is a complete set of laws of life which guarantees success here and hereafter if acted upon in letter and spirit. If we adopt any other way than this, it will mislead because Islam is the only way that nears us to Allah. The teachings of all other religions distance us from God instead of bringing closer to Him. Islamic teachings include Rights of Allah as well as Rights of human beings because fulfillment of human rights brings law and order in the society. Therefore, Islam plays a very important part to strengthen the strong social system .

The object of Priesthood and Monasticism is to obtain closeness to its Creator. The difference between the two is that Priesthood is based on the rules established by God whereas Monasticism is based on the rules not only established by man but also have been updated by him. Some people call Priesthood and Monasticism two sides of the one coin but in fact it is not so. Because these two confront each other when it comes to their teachings. The foundation of Priesthood is based on Islamic teachings, faiths and thoughts, while Monasticism is based on Hindi, Buddhism, Christianity, Greek, Iranian teachings which have no relation with Islam. Islam strictly forbidden Priesthood .

Key words: Islam, Sufism, Sufi, Monasticism, Pillars of Islam, Monotheism, Love, Human Rights, Society.

تصوف کے معانی و مفہوم:

تصوف (تصو۔وف) دل سے نفسیانی خواہشوں کو دور کر کے خدا کی طرف دھیان لگانا۔[1]

تصوف: صوفیہ کا مسلک جس کے پیرو خواہشات نفسیانی سے پرہیز اور ماسواء اللہ سے اعراض کرتے ہیں۔[2]

تصوف: علم معرفت ،خواہشات کو دل سے دور کر کے خدا کی طرف دھیان لگانا ، تزکیہ نفس کا طریقہ۔[3]

شیخ عبد القادر جیلانیؒ بیان کرتے ہیں "اللہ کی طرف سب سے قریب ہونے کا راستہ شریعت کی گرہ کا تھامنا اور قانون بندگی کو لازم پکڑنا ہے۔"[4]

تصوف کا مفہوم :اس کے لغوی معانی ہیں صوف کا لباس پہننا، لیکن اصطلاحی معانی ہیں نفس کا تزکیہ و تجلیہ کرنا تا کہ آئینہ قلب میں "عکس رخ یار" منعکس ہو سکے۔[5]

* Ph.D. in Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.
** Associate Professor Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

تصوف، عشق اور محبت کا بہت بڑا دریا ہے تصوف ہی محبت کے حصول کا ذریعہ ہے۔اس سے مومن کو ایقان حاصل ہوتا ہے۔یقین مشاہدہ سے مشروط ہے۔ تصوف سے وہ محبت حاصل ہوتی ہے جس پر کوئی شک نہیں ہوتا۔ تصوف متقی لوگوں کو ہدایت دیتا ہے۔ان لوگوں کے بارے قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

"وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآأُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآأُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ- اُولٰئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ-"[٦]

"جو تم سے پہلے اور تم پر نازل ہوا، جو اس پر ایمان لائے، وہی لوگ کامیاب ہوئے جو ایمان رکھتے ہیں آخرت پر اور یہی لوگ سیدھے رستے پر ہیں اپنے رب کی طرف سے، اور مراد کو پہنچنے والے یہی لوگ ہیں۔"

تصوف کے معانی صوفی ہونا اور صوفی وہ ہوتا ہے جو باطن کا ظاہر سے زیادہ سے خیال رکھتا ہے۔اس میں اعلیٰ درجہ کا خلوص اور حقائق کے ادراک کی استعداد ہو۔وہ یقین رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنا کلام کسی بندے پر نازل کرتا ہے اور انسان اس سے رابطہ میں ہے۔[٧]

اللہ تعالی اپنے بندے سے فرماتا ہے۔

۱. اگر تم مجھے پکارو گے، میں تم کو جواب دوں گا۔
۲. اگر تم مجھ سے مانگوں گے، میں تم کو دوں گا۔
۳. میں تمھاری رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہوں۔
۴. میں تمہارے اندر ہوں، تم دیکھتے کیوں نہیں؟
۵. اگر تم میری اطاعت کرو گے، تو میں تمہیں اس کا انعام دوں گا، اگر تم نافرمانی کرو گے تو تم سزا کے حقدار ہو گے۔[٨]

تصوف کی اقسام:

شروع دور میں تصوف خالص حالت میں موجود تھا مگر جیسے وقت گزرتا گیا اس میں بھی آمیزش ہوتی گی اور بہت سے نظریات اس میں شامل ہو گے جن میں یونانی، ایرانی، ہندوستانی نظریات کی بھرمار ہو گی۔ان نظریات کی وجہ سے مختلف ادوار میں مفکرین نے تصوف پر بہت سے اعتراضات اٹھائے اور اس کو باطل عقائد کا مجموعہ بھی قرار دیا گیا۔اس اعتراض کا جواب مولانا مودودی نے دیا۔

مولانا مودودی تصوف کی تین اقسام بیان کرتے ہیں۔"پہلی قسم وہ ہے جس کا تعلق اسلام کے ابتدائی دور کے صوفیہ سے ہیں۔ان کے بھی وہی افکار اور اشغال و اعمال تھے جو کتاب و سنت سے اخذ شدہ تھے اور انکا بھی وہی مقصد ہے جو اسلام کا یعنی اخلاص للہ اور توجہ الی اللہ۔ وما امروا الا لیعبوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفا اس کی ہم درست قرار دیتے ہیں بلکہ اس تصوف کو دوبارہ زندہ اور پھیلانا بھی چاہتے ہیں۔

دوسری قسم جس میں اشراقی، رواقی، زردشتی اور ویدانتی فلسفوں کی ملاوٹ ہو گئی۔اس میں ایسے طریقے شامل ہو گے جو راہبوں اور جوگیوں کے تھے۔اس میں شریعت اور معرفت دونوں کو الگ الگ کر دیا گیا ہے۔بلکہ بعض اوقات باہم متضاد ہو جاتے ہیں۔اس طرح کے تصوف کو ہم رد کرتے ہیں اور اسکو ختم کرنا دین الٰہی کو قائم کرنے کے لیے بہت ضروری ہے۔ تیسری قسم کا تصوف وہ ہے جس میں پہلے اور دوسرے قسم کے

تصوف کی کچھ خصوصیات موجود ہو۔ اس قسم کے طریقوں کو نیک، صاحب علم لوگوں نے بنایا مگر یہ طریقے سابقہ دور کے اثرات سے پاک نہیں تھے۔ ان بزرگوں نے اس تصوف کو اسلامی طریقے پر ڈالنے اور غیر اسلامی تصوف کے اثرات ختم کرنے کی کوشش کی۔ مگر پھر بھی غیر اسلامی تصوف کے اثرات باقی رہ گے، ان کے بارے انکو شک تھا کہ یہ قرآن وسنت کی تعلیم کے مخالف نہیں۔ علاوہ بریں تصوف کی اس قسم کے مقاصد اور نتائج بھی اسلامی تصوف سے مختلف ہیں۔ لہذا ہم اس قسم کے تصوف کی ہم مکمل طور پر نہ تصدیق نہ مکمل تردید کرتے ہیں۔ بلکہ اس کے پیرو کاروں اور ماننے والوں سے ہماری درخواست ہے، کہ مہربانی کر کے بڑے اشخاص کے احترام کو اپنی جگہ رکھتے ہوئے آپ اس تصوف کی تعلیمات کو قرآن وسنت کی روشنی میں دیکھیں اور اس کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے علاوہ جو شخص اس تصوف کے ایسے طریقہ جو کتاب وسنت کے خلاف پاتا ہے، چاہے وہ طریقہ آپ اس کی رائے سے مواقف ہو یا نہ ہو، بہر حال اس کے حق تنقید کا انکار نہ کریں اور اس کو خواہ مخواہ نشانہ ملامت نہ بنانے لگیں۔"[9]

تصوف کی تاریخ:

تصوف کی ابتدا عشق الٰہی سے ہوتی ہے اور اس کا مقصد صرف قرب الٰہی حاصل کرنا ہے۔ اور یہ ابتدا دنیا سے ہی وجود میں آ گیا تھا۔ تصوف کا نام شروع میں کسی کو معلوم نہیں تھا اس کو یہ نام بعد میں دیا گیا۔

آج کل تصوف بغیر حقیقت کے ایک نام ہے، لیکن دور قدیم میں یہ ایک حقیقت تھی بغیر نام کے۔

صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین کے دور میں یہ نام تصوف نہیں تھا، لیکن اسکی حقیقت ہر شخص میں جلوہ گر تھی "اگر ہر شخص" کا لفظ کسی قدر مبالغہ آمیز بھی ہو تب بھی یہ حقیقت ہے (اور سب بڑے بڑے صوفی متقدمین و متاخرین متفق ہیں) کہ اگرچہ متاخرین میں ہمیشہ بے شمار مقدس ھستیاں (مرد وزن) مختلف اقطار عالم میں موجود رہی ہیں۔ لیکن تقدس اتنا ہمہ گیر نہ تھا جتنا اسلام کے دور اول میں تھا۔ مزید بر آں اس میں کوئی شک نہیں کہ تاریخی لہذا سے تصوف کی جڑیں رسول ﷺ کی گوشہ گیری کے اس عمل میں پائی جاتی ہیں، جو حضور ﷺ پہلی وحی سے پہلے ماہِ رمضان میں غار حرا میں فرمایا کرتے تھے۔

حنفا کا (سا) یہ عمل جس پر آنحضرت ﷺ مدینے میں اپنی زندگی کے آخری سالوں میں بھی متواتر کار بند رہے اور ان کے بعض اصحاب بھی اس میں انکی پیروی کرتے رہے۔ گویا ابراھیمی تصوف اور اسلامی تصوف کے درمیان ایک رشتہ اتصال سمجھا جا سکتا ہے۔[10]

صوفی تحریک اپنی ابتدا سے لے کر اپنے اعلانیہ ظہور تک تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں وجود میں آ چکی تھی۔ اس زمانے میں صوفیاء کے تمام اکابرین اور بنیادی زعماء پیدا ہوئے۔[11]

جب اسلامی معاشرے، میں تصوف کا ارتقاء ہوا اور وقت کے ساتھ اسکی شکلیں بھی بدلتی رہیں۔ خصوصیت سے عباسی دور حکومت میں کہ جس خلیفہ کو لا محدود اختیارات مل گئے تھے اور علماء حکومت کا ایک حصہ بن کر حکومت کی پالیسیوں کو جائز قرار دے رہے تھے۔ ایک ایسے نظام میں عوام کی نجات کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اب تک حکومت کے خلاف جو بغاوتیں ہوئی تھیں انہیں سختی سے کچل دیا گیا تھا۔ اس لیے صوفیاء نے

اس استبدادی نظام کے خلاف جو راستہ نکالا وہ یہ تھا کہ نظام کو تبدیل کئے بغیر اور اس کے خلاف بغاوت کے بغیر افراد کو سکون و اطمینان فراہم کیا جائے، اور ان کے مادی وسائل کی کمی اور ان کے روحانی درجات بلند کر کے پورا کیا جائے۔

صوفیاء نے خدا کے اس تصور کو بدلا جو کہ اب تک علماء اور مذہبی فرقوں نے دیا تھا کہ جس میں خدا قادر و مالک، قہار و جبار تھا جس میں جہنم اور قیامت کے امتحان سے نجات کے لیے عبادت ضروری تھی۔ صوفیاء نے کہا کہ خدا قہار و جبار ہی نہیں بلکہ رحیم و غفور بھی ہے۔[۱۲]

تصوف کے ماخذ اور اسلام:

۱. کامل توحید، ۲. کامل تقویٰ، ۳. کامل محبت ۴. مکارم اخلاق ۵. خدمت خلق ۶. تزکیہ نفس

۱. کامل توحید

تصوف توحید کی تعلیم اس لیے دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی کامل ترین ہے۔

جنید بغدادی توحید کے مراتب بیان کرتے ہیں۔

توحید عوام:

عوام اللہ تعالیٰ کو ایک مانتی ہے۔ کسی کو اس کا شریک، ہمسر اور مد مقابل یا مثیل قرار نہیں مانتے۔ مگر اللہ کے علاوہ دوسروں سے ڈرتے بھی ہیں اور امید بھی رکھتے ہیں۔ یہ عقیدہ توحید ناقص ہے۔ توحید کاملہ کی بدولت غیر اللہ کا تصور اسی طرح دل سے غائب ہو جاتا ہے، کس طرح طلوع آفتاب سے ستارے غائب ہو جاتے ہیں۔

توحید علماء:

وہ لوگ جو دینی علوم میں رسوخ کامل رکھتے ہیں وہ تصور عوام کے علاوہ یہ عقیدہ بھی ہے کہ کوئی ہستی کائنات میں اللہ کے علاوہ نہیں ہے، جو کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اس لیے وہ نہ کسی سے ڈرتے ہیں اور نہ امید رکھتے ہیں۔

توحید عرفاء طبقہ خواص:

توحید عوام اور توحید علماء کے علاوہ ان حضرات کی توحید یہ ہے کہ جو احکام شریعت بجالاتے وقت انہیں یہ احساس ہوتا ہے کہ خدا انکو دیکھ رہا ہے، حضوری کا احساس ہوتا ہے۔ کہ خدا جو انکو حکم دیتا ہے اور وہ اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

توحید عرفاء طبقہ اخص الخواص:

اس اعلیٰ قسم کی توحید میں سالک اپنی شخصیت کو خدا میں محو کر ہو کر وحدت کے سمندر میں غرق ہو جاتا ہے۔ یعنی سالک اپنی رضا کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر قربان کر دیتا ہے۔ اس کی اپنی مرضی اور چاہت باقی نہیں رہتی۔ صرف اللہ کا ارداہ باقی رہتا ہے۔[۱۳]

خدا کی عبادت کی پہلی شرط اس کی معرفت ہے اور معرفت کی اصل یہ ہے کہ سچے دل سے اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ وہ واحدہ لاشریک ہے اور اسکی احدیت کا تقاضہ یہ ہے کہ تم خدا کے بارے میں ان سوالات کے جوابات کی مکمل نفی کر دو۔ مثلاً وہ کیا ہے؟ کیسا ہے؟ کیونکر ہے؟ کہاں ہے؟ کب سے ہے؟

"ان کے عقیدے کی امتیازی خصوصیت انسانی مرضی کو خدا کے تابع کر دینا تھا۔ یہ لوگ علم الٰہی حاصل کرنے سے زیادہ زہد اور زاد آخرت کے متلاشی تھے۔ انھیں گناہ کا بہت زیادہ احساس اور عذاب الٰہی کا زبردست خوف تھا، تاہم شروع میں وہ اپنی جذباتی اور وجدانی خصوصیات کی وجہ سے نمایاں ہوئے اور انھوں نے مذہب کی خارجی اور رسمی باتیں رد کر دیں۔"[۱۴]

۲.کامل تقویٰ

تقویٰ سے مراد اس طرح کی بات سے رکے رہنا جو حقیقی محبوب کو ناراض کرے۔ اس کا لغوی مفہوم ہے، محبوب کی نافرمانی سے بچنا ہے، کیونکہ نافرمانی سے محبوب سے ضرور ناراض ہو جائے گا۔[۱۵]

تصوف اللہ تعالیٰ کی قربت کی تلقین کرتا ہے یا صوفی، اللہ کی نزدیکی کا خواہش مند ہوتا ہے۔ اس کا ذکر قرآن مجید اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَ اسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ۔"[۱۶]

"خبردار، اس کا حکم ہرگز نہ ماننا، قریب ہو جا اور سجدہ کر۔"

"اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔"[۱۷]

"بے شک خدا انکے ساتھ ہے جو متقی اور محسن ہیں۔"

۳.کامل محبت الٰہیٰ

محبت کرنا انسان کی جبلت میں ہے، اسی لیے تصوف جب محبت کی تعلیم انسانوں کو دیتا ہے۔ تو یہ انسان کو اس طرح کے فطری تقاضوں کی تسکین کا باعث بنتی ہے۔

"فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۔ وَاِلٰى رَبِّكَ فَا رْغَبْ ۔"[۱۸]

"لہذا جب آپ فارغ (تبلیغ سے) ہوں تو عبادت (ریاضیت) میں مشقت کرو۔ اور اپنے پروردگار کی طرف راغب رہو۔"

کیونکہ انسان کسی بھی ذات کی محبت میں مبتلا ہو سکتا ہے اور اس کو اپنا محبوب بنا سکتا ہے۔ اس لیے تصوف اس کو آگاہی دیتا ہے کہ محبوب کے اندر کیا خوبیاں ہونی چاہیے، جو فانی نہ ہو وہ تمہاری محبت کا جواب بھی دے۔ اور وہ خدا کی ذات ہے۔

اس لیے صوفی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی کو اپنا محبوب بناتا ہے۔

قرآن مجید میں فرمان الہیٰ ہے۔

"وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۔"[۱۹]

"وہ تمھارے ساتھ ہے، تم جدھر بھی ہو۔"

۴. مکارم اخلاق

تیسرا رجحان صوفیاء کرامؒ کا ہے جنھوں نے فرد، خاندان، معاشرہ، امت، ریاست اور انسانیت کو خالص روحانیت اور اخلاقی تربیت کے نقطہ نظر سے جانچا۔ ان کے ذہن میں رسول ﷺ کا ارشاد گرامی تھا کہ "بعث لا تمم مکارم الاخلاق"۔ اب اگر انسان کی زندگی کا مقصد وجود مکارم اخلاق کا حصول اور ان کی تکمیل ہے، اگر اخلاق الٰہی سے تخلق انسان کی ذمہ داری ہے، اگر صبغۃ اللہ میں رنگ جانا انسان کا ہدف آخرین ہے۔ تو ضرورت اس بات کی تھی کہ اہل علم کا ایک طبقہ ایسا ہو جو انسان اور انسانی تقاضوں پر اس نقطہ نظر سے غور کرے۔[۲۰]

بعض صوفیانہ سلسلوں کو بعض علاقوں میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی، انہوں نے وہاں امت اسلامیہ کی دینی تربیت کی، اس کی دینی وحدت کو برقرار رکھنے میں مدد کی، عامۃ الناس کی روحانی تربیت کا فریضہ انجام دیا اور نہ صرف روحانیات کے باب میں، نہ صرف تربیت اور تعلیم کے باب میں، بلکہ اصلاح معاشرہ، جہاد اور اصلاحی کوششوں کے باب میں بھی ان حضرات کی کوششیں بہت نمایاں ہیں۔

ماضی میں جتنے بڑے بڑے سلاسل تصوف تھے وہ سب دعوت و تبلیغ اور جہاد کے عمل میں ہمیشہ شریک رہے ہیں۔ بڑے بڑے اصحاب تزکیہ جہاد کے معاملے میں بھی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ مجاہد صوفیاء کی ایک بہت بڑی تعداد اسلامی تاریخ میں ہمیشہ موجود رہی اور ہر دور میں موجود رہی ہے۔[۲۱]

۵. خدمت خلق

خدمت خلق کی جتنی صورتیں ہیں صوفیائے کرامؒ نے ان سب پر عمل کر کے دیکھا ہے۔ انکی ساری زندگی خدمت خلق کے لیے وقف ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے لاکھوں انسانوں کو شیطان کی غلامی سے نکال کر خدا کی حضوری میں شامل کیا۔ انکی زندگی کو بامقصد بنایا۔ انبیاء علیہ السلام نے ساری زندگی یہی کیا اور یہی کہا" اعبدوا اللہ و اجتنبوا الطاغوت" اے اللہ کے بندو! اللہ کی اطاعت کرو اور شیطان سے اجتناب کرو۔[۲۲]

۶۔ تزکیہ نفس:

تزکیہ نفس اس کو تصوف کا دستور العمل بھی کہا جاتا ہے جو قرآن سے ماخوذ ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔"[۲۳]

"وہی ہے جس نے ایک رسول ناخواندہ لوگوں کے اندر سے بھیجا جو ان لوگوں کا تزکیہ نفس اور اس کتاب کی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ اور انہیں سکھاتا ہے کتاب و حکمت۔"

تزکیہ نفس کے اصول سورۃ مزمل کے شروع میں بیان کیے گئے ہیں۔ ان آیات سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ صوفیہ صحیح معنوں میں متبع سنت نبوی ﷺ ہیں اور انکی زندگی صحیح معنوں میں اسلامی زندگی ہے۔[۲۴]

" یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا۔نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا۔اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا۔اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا۔اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْئًا وَّاَقْوَمُ قِیْلًا۔اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا

طَوِيْلًا-وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا-رَّبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا-وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا-وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا- " [۲۵]

"اے (نبی) چادر اوڑھنے والے۔ رات کو کھڑا ہو مگر تھوڑا حصہ۔ آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا کچھ بڑھا دے ،اور قُرآن کو خُوب رک رک کر (سمجھ کر) پڑھا کرو۔ ہم عنقریب آپ پر ایک بڑی ذمہ داری ڈالنے والے ہیں ۔بے شک رات کو جاگنا (عبادت کے لیے) قابو پانے کے لیے نفس پر مناسب ہے اور زیادہ مناسب ہے قرآن درست پڑھنے۔ آپؐ کے لیے دن میں بڑے کام ہیں۔ اور اپنے پروردگار کا ذکر کیا کرو اور تمام سے الگ ہو کر اس رب کی طرف آجاؤ۔ وہ پروردکار ہے مشرق و مغرب کا، کوئی پروردگار نہیں اس کے علاوہ پس اس کو مددگار بناو۔ اور کافروں کو خوب صورتی سے چھوڑ دو اور انکی باتوں پر صبر کرو۔ آپؐ دولت مندوں کو چھوڑ دو جو مجھے جھٹلاتے ہیں اور انکو تھوڑی مدت و مہلت دو۔"

اسلام اور تصوف:

اسلامی تصوف کی ابتدا بھی ابتدا اسلام سے تھی کیونکہ جب حضرت بلالؓ احد احد کی آوازیں دیتے اور مختلف مظالم محبت الٰہی اور عشق نبی ﷺ میں اٹھاتے تھے، تو یہ محبت اور عشق تصوف کہلاتا ہے۔

اسلام میں روحانیت کا آغاز شروع دن ہی سے ہو گیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی یہ تربیت فرمائی کہ جہاں وہ شریعت کے ظاہری احکام پر عمل کریں، جہاں وہ احکام شریعت پر عمل کریں، جنکا تعلق انسان کے اعضاء وجوارح سے ہو، جن کو بعد میں فقہ کا نام دیا گیا وہاں وہ شریعت کے قلبی احکامات پر بھی عمل کریں، اللہ کے حضور جوابدہی کا احساس، تزکیہ نفس، احسان، اور دوسری اعلیٰ اور برتر روحانی کیفیات ان کو حاصل ہوں۔ جن بُرائیوں سے، جن ناپسندیدہ قلبی احساسات سے شریعت نے روکنے کا حکم دیا ہے ان سے بچیں، جن اچھائیوں یا قلبی احساسات کو شریعت نے پسندیدہ بتایا انکو اپنائیں۔

صحابہ اور تابعین کے زمانے تک یہ انتہائی پاکیزہ اور ستھرا سرچشمہ ہدایت جاری رہا۔ قومیں اور نسلیں ان سے فیض یاب ہوئیں، دنیا کے ملکوں تک، مختلف براعظموں تک اس کی برکات و ثمرات پہنچے۔ جب تیسری چوتھی صدی ہجری کے زمانے میں مختلف اسلامی علوم وفنون کی تدوین کا کام شروع ہوا، اور اسلام کی تعلیم وہدایت کے مختلف پہلوؤں کو الگ الگ مرتب کرنے کا کام آگے بڑھا، اس وقت اس بات کی بھی ضرورت محسوس ہوئی کہ تصوف کے احکام اور تزکیہ واحسان کی تعلیم کو بھی مرتب ومدون کیا جائے۔[۲۶]

تصوف کی تحریک نے تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں زور پکڑا جب علماء نے عباسی خلفا کے درباروں میں حاضریاں دینا شروع کی اور ان کی مرضی کے مطابق فتویٰ جاری کرنے لگے اس وقت صوفیاء نے دین کی نا صرف تبلیغ کی بلکہ اس کو ان علاقوں تک پہنچایا جہاں اسلام کے نام سے کوئی وقف نہ تھا۔ مسلم صوفیاء کا یہی وہ انداز حیات تھا۔ جس نے دنیا کا دل موہ لیا۔ اور یہ لوگ جہاں بھی پہنچے، زنار ٹوٹتے اور بتکدے سرد

پڑتے گئے۔ یہ انہی کا اعجاز تھا کہ غرناطہ کے پندرہ لاکھ عیسائی ہندوستان کے کروڑوں بت پرست اور ایران کے تمام مجوسی خدائے واحد کے پرستار بن گئے تھے۔ دنیا اس اعجاز نگہ کو دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئی اور یورپ کے اہل قلم نے ہم پر "اسلام بزور شمشیر" کا الزام عائد کر دیا۔ حالانکہ تاریخ گواہ ہے کہ کسی مسلم فاتح نے کسی شخص کو بھی مسلمان ہونے پر مجبور نہیں کیا۔ یہ درست ہے۔ کہ اسلام نے مُحارِب فریق کے سامنے اسلام یا جزیہ پیش کیا تھا۔ لیکن یہ تین متبادل شرائط میں سے ایک تھی۔ پہلی یہ کہ اگر محارب فریق شکست سے پہلے صلح کرنا چاہے تو لڑائی بند کر دو۔[۲۷]

ڈاکٹر نکلسن جو اوائل (Dr .Nicholson Jowail) اپنی کتاب آئیڈیا آف پرسنیلٹی آف گاڈ ان اسلام (Idea of Personality of God in Islam) میں تصوف کے متعلق یہ اعتراف کیا ہے۔ تصوف کی ہر چیز کی جڑ قرآن اور سنت ہے اور تاوقتیکہ قرآن اور سنت کو سمجھا جائے تصوف کو ہم نہیں سمجھ سکتے میں یہاں ایک اور بات کا اعتراف کرتا ہوں وہ بات جسے عام طور پر شک کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے یا اس بات کی تردید کی گئی ہے کہ محمد ﷺ خدا کے سچے پیغمبر ہیں اور ان کی وحی بالکل سچی ہے۔ اسکی پہلی وجہ اس حقیقت پر ساری اسلامی دنیا متفق ہے۔ اور دوسری وجہ اس عقیدے کے بغیر اسلام کی ساری تاریخ اس قدر شاندار نہ ہوتی جیسی کہ اب ہے۔[۲۸]

رہبانیت کے معانی و مفہوم:

رہبانیت خوف کے معانی میں ہے جو کہ "رہبہ" کے مادہ سے ہے اور یہاں مراد خوف خدا ہے۔ راغب کے مطابق اس سے مراد ایسا خوف ہے جس سے پرہیز اضطراب کی آمیزش ہو اور "ترھب" یعنی "تعبد" اور عبادت کرنے کے معانی میں ہیں۔ لہذا رہبانیت کے معانی میں شدید تعبد ہیں۔

الرھبانیۃ: ترک دنیا، اسکی نعمتوں سے کنارہ کشی اور اہل و عیال سے علیحدگی، گوشہ نشینی، یہ رسم نصرانیوں نے نکالی جسے اسلام نے غلط قرار دیا۔[۲۹]

رھبانیت کا معنی عبادت کے افعال برداشت کرنے میں غلو اور زیادتی کرنا ہے۔[۳۰]

رہبانیت کا مادہ رہب ہے اس کے معانی خوف کے ہیں۔ رہبانیت کا مطلب ہے "مسلک خوف زدگان"۔ اس کا لغوی مفہوم ہے کسی فرد کا خوف کی بنا پر تارک الدنیا ہو جانا اور دنیا کی زندگی چھوڑ کر ویرانوں، پہاڑوں اور جنگلوں میں بھاگ جانا یا گوشہ ہائے عزلت میں جا بیٹھا۔[۳۱]

الرھبانیۃ والرھبانیۃ: دنیا اور لذائذ دنیا سے بے تعلقی۔[۳۲]

مختلف مذاہب اور رہبانیت:

رہبانیت ہر مذہب اور قوم میں شامل تھی، ہر قوم کے لوگ مختلف ذریعہ سے محبت الہیٰ یا اپنے معبودوں تک رسائی کو حاصل کرنا چاہتے تھے، اس لیے حدیث نبوی ﷺ ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ:" لِكُلِّ نَبِيٍّ رَهْبَانِيَّةٌ وَ رَهْبَانِيَّةُ هٰذِهِ الاُمَّةِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔" [۳۳]

سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کی رہبانیت ہے اور اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔"

ہندو مت:

ہندو مذہب بہت پرانا مذہب ہے اس میں بھی رہبانیت شامل تھی ہندو برہمن کی زندگی کے چار حصے تھے طفولیت جس میں یہ تحصیل علم کرتے اور خاص استادوں سے مذہب کے اسرار سیکھتے۔ دوسرا حصہ جوانی کا تھا، جس میں برہمن شادی کرتا خانہ داری کے فرائض ادا کرتا، جس میں سے بڑا فرض یہ تھا کہ وہ صاحب فرزند ہو۔ ادھیڑ عمر میں وہ خانہ نشینی اختیار کرتا اور بے تکلفی کے ساتھ عبادت میں مصروف رہتا۔ چوتھا حصہ پڑھاپے کا ہے جس میں برہمن بالکل پختہ کار ہو جاتا اور اس میں ایسی روحانیت آجاتی کہ وہ خدا تک پہنچ جاتا اور مراقبہ میں موت کی تیاری کرتا۔[۳۴]

وہ حالت جو بدھ کے درجہ کو بآسانی پہچاتی ہے رہبانیت کی حالت ہے اور اسی وجہ سے بدھ مذہب رہبانی فرقے اور خانقاہیں تمام ملک میں پھیلا دیتا ہے۔ بدھ کے درجہ کو پہنچنے کا سب سے عمدہ ذریعہ یہ تھا کہ انسان خواہش نفسانی کو جو زندگی اور رنج و غم کی جڑ ہے بالکل مار دے۔ اسی وجہ سے ان چار حقائق کی تعلیم ہے جو بدھ مذہب کے اصول سمجھے جاتے ہیں۔ ان حقائق کی تعلیم عوام الناس کو نہیں دی جاتی بلکہ صرف راہبوں کو دی جاتی ہے کیونکہ ان پر عمل کرنے اور سمجھنے کے لیے بہت سے مدارج کا طے کرنا ضروری ہے۔ للت وستر میں لکھا ہے۔

ہندوازم کے آشرموں کے نظام میں انسانی زندگی کو چار حصوں میں بانٹا جاتا ہے۔

- پہلا حصہ برہمچریہ آشرم کہلاتا ہے۔ یہ زمانہ تعلیم وتربیت کا ہے۔
- دوسرا حصہ گرہست آشرم ہوتا ہے، اس میں انسان شادی کرنا، گھر بسانا ہے اور اپنی سماجی و معاشی ذمہ داریاں پوری کرنا ہے۔
- تیسرا حصہ پرستھ آشرم قرار دیا گیا ہے۔ اس آشرم میں انسان اپنی معاشرتی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ آبادی سے دور جنگل میں کٹیا بناتا ہے اور اپنے آپ کو مذہبی کاموں میں مصروف رکھتا ہے۔
- چوتھا اور آخری آشرم سنیاس ہے۔ اس آشرم میں وہ مکمل علائق کو ترک کر کے اور بے خانماں و بے نشان ہو کر گھومتا پھرتا ہے اور اپنے کو موکش حاصل کرنے کے لیے وقف کر دیتا ہے۔[۳۵]

سنیاس، ترک دنیا اور انفرادی نجات کے تصورات ابتدائی ویدک ادب میں مفقود ہیں۔ یہ خیال کیا گیا ہے کہ بعد کے ویدک ادب میں جو راہبانہ اور انفرادیت پسند مذہبی رجحانات بشمول آواگون اور موکش کے تصورات کے ظاہر ہوئے ہیں۔[۳۶]

بدھ مت:

بدھ مت میں رہبانیت ہی وہ حالت ہے جس کی وجہ سے بدھ کے درجہ تک پہنچا جا سکتا ہے اس وجہ سے بدھ مذہب رہبانی فرقے اور خانقاہیں تمام ملک میں پھیل گیئں۔

راہبوں کی زندگی نہایت سخت تھی جو ان میں داخل ہوتا۔ اسے محتاجی اور عفت کی قسم کھانی پڑتی تھی۔ بی بی اور بچے، مال و دولت سب کو خیر آباد کہنا پڑتا تھا۔ راہب کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا اس کو صرف یہی اجازت تھی کہ وقت کا کھانا بھیک مانگ کر لے آئے۔[۳۷]

بدھ نے جب دنیا کو ترک دیا تو اس نے گھر چھوڑنے سے قبل وہ چپکے سے کمرے میں گیا، اور اپنی بیوی اور نو مولود بیٹے پر آخری نظر ڈالی، کہ جیسے اسے ڈر ہو کہ بیوی کی داد فریاد جانے سے روک دے گی۔[۳۸]

بدھ مذہب کے چار اصول۔ا. دنیوی مصیبت۔۲. دنیوی مصیبت کی جڑ۔۳. دنیوی مصیبت کا معدوم ہو جانا۔۴. دنیوی مصیبت کو معدوم کرنے کا طریقہ۔ دنیوی مصیبت سے مراد ایسی تمام چیزیں جو حواس خمسہ سے حاصل ہوتی ہیں وہ تمام دنیوی مصیبت ہیں۔جن میں بڑھاپا، بیماری، موت وغیرہ اسی طرح دنیوی مصیبت کا معدوم ہو جانا شہوت نفسانی کو کم کرنا اور ان کو معدوم کرنا جو ہر بار تازہ ہو جاتی ہیں۔ایسا طریقہ جس سے دنیوی مصیبت معدوم ہو جاتی ہے اس طریقے کے آٹھ حصے ہیں۔جو بصیرت کامل سے لے کر مراقبہ کامل تک یہ ہے ایسا طریقہ جس سے دنیوی مصیبت معدوم ہو جاتی ہے۔[۳۹]

یہودیت:

اہل یہود میں بھی رہبانیت کا اثر موجود ہے یہودی کا ایک فرقہ جس کو ایسینی کہتے ہیں۔اس سے جو یہودی تعلق رکھتے ہیں ان کو "سوشلسٹ یہودی" کہتے ہیں۔یہ فرقہ شراکت کے کا قائل ہے،اسی وجہ سے یہ لوگ کسی قسم کی جائیداد نہیں بناتے،یہ تنہائی پسند ہوتے ہیں، گوشہ نشین اور شادی بیاہ سے کوسوں دور رہتے ہیں۔[۴۰]

عیسائیت:

قرآن مجید ارشاد رباری تعالیٰ ہے۔

"ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنَاهُ الْاِنْجِيْلَ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً وَّرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ ۔"[۴۱]

"'انکے بعد ہم نے یکے بعد دیگرے رسول بھیجے۔اور انکے بعد عیٰسی ابن مریم کو بھیجا اور اسکو ہم نے عطا کی انجیل۔اور جنہوں نے انکی پیروی کی انکے دل میں ہم نے رحم اور نرمی ڈالی۔ انہوں نے خود رہبانیت بنا لی۔ہم نے اسے واجب نہیں کیا ان لوگوں۔مگر اللہ کو خوش کرنے کے لیے انہوں نے خود ہی بدعت نکالی۔پس وہ اسکو ادا نہ کر سکے جیسا اسکا حق تھا۔جو لوگ ان میں سے جو ایمان لائے انکا اجر ہم انکو دیں گے ،مگر ان میں اکثر لوگ فاسق ہیں۔"

تاریخ بتاتی ہے کہ عیسائیوں میں رہبانیت کا آغاز مصر سے ہوا۔اس کا بانی سینٹ اینتھنی(Saint Anthony) تھا جو ۲۵۰ء میں پیدا ہوا اور ۳۵۰ء میں دنیا سے رخصت ہوا۔اسے پہلا مسیحی راہب قرار دیا جاتا ہے۔اس نے فیوم کے علاقے میں پسپیر کے مقام پر(جو اب دیر المیمون کے نام سے معروف ہے)پہلی خانقاہ قائم کی۔اس کے بعد دوسری خانقاہ اس نے بحر احمر کے ساحل پر قائم کی، جسے اب دیر مار انطونیوس کہا جاتا ہے۔عیسائیوں میں رہبانیت کے بنیادی قواعد اسی کی تحریروں اور ہدایات سے ماخوذ ہیں۔اس کے آغاز کے بعد یہ سلسلہ مصر میں سیلاب کی طرح پھیل گیا اور جگہ جگہ راہبوں اور راہبات کے لیے خانقاہیں قائم ہو گیئں، جن میں سے بعض میں تین تین ہزار راہب بیک وقت رہتے

تھے۔ ۳۲۵ء میں مصر ہی کے اندر ایک اور مسیحی ولی پاخومیوس (Pachomius) نمودار ہوا، جس نے دس بڑی خانقاہیں راہبوں و راہبات کے لیے بنائیں۔ اس کے بعد یہ سلسلہ شام و فلسطین اور افریقا و یورپ کے مختلف ملکوں میں پھیلتا چلا گیا۔ کلیسائی نظام کو اول اول اس رہبانیت کے معاملے میں سخت الجھن سے سابقہ پیش آیا، کیونکہ وہ ترک دنیا اور تجرّد اور غریبی و مفلسی کو روحانی زندگی کا آئیڈیل تو سمجھتا تھا، مگر راہبوں کی طرح شادی بیاہ اور اولاد پیدا کرنے اور ملکیت رکھنے کو گناہ بھی نہ ٹھیرا سکتا تھا۔ بالآخر سینٹ اتھاناسیوس (Saint Athena Seuss) (متوفی ۳۷۳ء)، سینٹ باسل (Saint Basil) (متوفی ۳۷۹ء)، سینٹ آگسٹائن (Saint Augustan) (متوفی ۴۳۰ء) اور گریگوری اعظم (Gregory the Great) (متوفی ۶۰۹ء) جیسے لوگوں کے اثر سے رہبانیت کے بہت سے قواعد چرچ کے نظام میں باقاعدہ داخل ہو گئے۔[۴۲]

اسلام:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: "لِكُلِّ نَبِيٍّ رَهْبَانِيَّةٌ وَ رَهْبَانِيَّةُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔" [۴۳]

"سیدنا انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کی رہبانیت ہے اور اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔"

اسلام نے رھبانیت کو رد کر کے اس کی بجائے جہاد کا حکم دیا" ہر پیغمبر نے کسی نہ کسی قسم کی رھبانیت کی تعلیم دی مگر اس امت کی رھبانیت جہاد ہے۔"

رہبانیت کی تاریخ:

راہبانیت کی جڑیں ہمارے ان اجداد کی زندگیوں میں پائی جاتی ہیں جو تیسری صدی میں مصری صحراؤں میں رہتے تھے۔ یہ ابتدائی راہب اور راہبائیں اس لیے خود کو دنیا سے الگ تھلگ کر لیتے تھے تاکہ نماز روزے کی سادہ اور مذہب کے لیے وقف زندگی گزار سکیں۔ انہوں نے یسوع کے یہ الفاظ پلے میں باندھ لئے تھے کہ یہ کیا خوبی ہے کہ پوری دنیا حاصل کر لی جائے لیکن اپنی روح گنوا دی جائے؟ یوں اپنی روحانی زندگیوں پر توجہ دینے کے لیے ان لوگوں نے دنیاوی املاک اور شادیوں سے منہ موڑ کر راہبانیت کا انتخاب کر لیا۔ دنیا کے بارے میں سمجھا جاتا تھا کہ تحریص و ترغیب کا قیام ہے جو کسی بھی فرد کو خدا کے راستے سے ہٹا سکتی ہے۔ زندگی کی مصروفیت کے تدارک کے طور پر راہب خاموش اور استغرافی عبادت کے متلاشی تھے۔ کہا گیا کہ جس طرح یہ ناممکن ہے کہ آپ اپنا چہرہ متلاطم پانی میں دیکھ سکیں اسی طرح روح کا معاملہ ہے جب تک یہ اجنبی خیالات سے پاک نہ ہو یہ خدا کی عبادت استغراق کے ساتھ نہیں کر سکتی۔

جب راہبانیت صحراؤں سے نکل کر یورپ میں پہنچی تو غاروں کی جگہ ان عمارتوں نے لے لی جو اسی مقصد کے لیے بنائی گئی تھیں۔ ان کو خانقاہیں کہا گیا۔ بہت سی خانقاہیں ایک حجرے کے گرد تعمیر ہوئیں۔ حجرہ ایک محصور صحن یا باغیچہ ہوتا تھا جس کو استغراق اور محویت کے لیے

استعمال کیا جاتا تھا۔ یہاں کم آمدورفت اور مداخلت ہوتی تھی۔ اگرچہ خانقائیں صحرا سے گنجان آباد علاقوں میں منتقل ہو چکی تھیں لیکن روحانی زندگی اپنانے کے لیے دنیاوی زندگی ترک کرنے کا تصور برقرار رہا۔[۴۴]

رہبانیت کے اسباب:

رہبانیت مسیحیت کی تعلیمات کا حصہ اور زندگی گزارنے کی ایک تکلیف دہ صورت ضرور قرار دیا جاسکتا ہے کہ انسان اپنے تمام تر تعلقات کو پس پشت ڈال کر گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کرلے، معاشرتی اور معاشی زندگی سے کٹ کر ایک طرف کو ہو کر بیٹھ جائے، شادی بیاہ کی ذمہ داریوں سے اپنی جان بچاتا پھرے اور حقیقت یہ ہے کہ ترک دنیا کا یہ عنصر عیسائیت نے یہودیت سے مستعار لیا ہے اور اسے اپنے عقائد کا حصہ بنالیا ہے، تعلیمات وحی کی اس سے کوئی مطابقت نہیں۔[۴۵]

مشرک معاشرے میں شہوانیت، بدکرداری اور دنیا پرستی جس طرح کے ساتھ پھیلی ہوئی تھی اس کا توڑ کرنے کے لیے مسیحی علمائے نے اعتدال کی بجائے انتہا پسندی کی راہ اختیار کی۔ انھوں نے عفت پر اتنا زور دیا کہ عورت اور مرد کے تعلق کو نجس قرار پا گیا، چاہے وہ نکاح ہی کیوں نہ ہو۔ انھوں نے دنیا پرستی کے خلاف اتنی شدت اختیار کی کہ آخر کار ایک دین دار کے لیے ملکیت رکھنا ہی گناہ بن گیا اور اخلاقی معیار یہ ہو گیا کہ آدمی تارک الدنیا ہو کر بالکل مفلس ہو گیا۔ اسی طرح مشرک معاشرے کی لذت کے جواب میں وہ اس انتہا پر جا پہنچے کہ ترک لذات، نفس کو مارنا اور خواہشات کا قلع قمع کر دینا اخلاق کا مقصد بن گیا، اور مختلف ریاضتوں سے جسم کو تکلیفیں دینا اسکی روحانیت کا کمال اور اسکا ثبوت سمجھا جانے لگا۔[۴۶]

راہبوں کی ریاضتیں اور انکی نفس کشی کو دیکھ کر جب لوگوں میں ان راہبوں کے لیے بے پناہ عقیدت پیدا ہو گئی تو بہت سے دنیا دار درویشی لباس پہن کر راہبوں کے اس گروہ میں داخل ہو گئے اور انہوں نے حب دنیا کا کاروبار ایسا چمکایا کہ بڑے بڑے طالبین دنیا ان سے مات کھا گئے۔[۴۷]

پھر یہ لوگ خدا کے نمائندے بن گے اور مذہبی معاملات میں ان کو مکمل اختیار حاصل ہو گیا۔ انہوں نے ایک طرف دنیا کے کاموں سے علیحدہ ہو جانے اور خود کو خانقاہوں تک محدود کرنے کے باعث حکومتوں کے لیے سیکولر ہونے کو ایک طرف کا کھلا میدان اور جواز فراہم ہوا، تو دوسری طرف پوپ، بشپ، اور راہبوں کی اس مطلق العنانی نے اختیار کے غلط استعمال کو جنم دیا اور شہنشاہ کانسٹنٹائن (Constantine) کے عہد میں منعقدہ کونسل آف نیقیہ میں طے کردہ عیسائی عقیدے سے اختلاف کرنے والوں کے خلاف سخت تشدد کیا گیا۔ مسیحیت دنیا میں سیکڑوں برس تک اسی طرح ظلم کے اندھیروں میں رہی پھر اس کے خلاف بغاوت پیدا ہوئی۔ پوپ اٹلی کے شہر میں رہتا تھا، اس لیے تحریک احیائے علوم کا آغاز بھی روم ہی سے ہوا۔ اسی تحریک کی وجہ سے لوگوں نے راہبوں اور پادریوں کی سوچ وفکر سے آزاد ہو کر خود سوچنا شروع کر دیا۔

دوسری طرف ایسے مرد وخواتین جو تارک الدنیا تھے انہوں نے انسانیت کی خدمت کی۔، مثلاً ایسی بیمایوں کا علاج کیا جو ناقابل علاج تھیں اور ان مریضوں کی خدمت اور تمارداری بھی کی۔ اس کے علاوہ ایسی بیماریاں جن میں جذام اور کوڑھ کے مریض شامل تھے ان کی خدمت اور

تیمارداری کی کیونکہ ان لوگوں کے قریب بھی آنالوگوں کو پسند نہیں تھا۔ دوردارز کے علاقوں میں مذہب کی تبلیغ کا فرض بھی ادا کیا اس کے لیے وہ ایسی اقوام کے پاس بھی گے جو وحشی تھیں جہاں ان کو اپنی جان کا خطرہ بھی تھا مگر جان پر کھیل کر انہوں نے اپنا فرض ادا کیا۔ مگر ایسے وقعات بہت کم ہیں۔

رہبانیت کی بنیادیں اور اسلام:

رہبانیت کی بنیادیں مندرجہ ذیل ہیں

ا۔ترک دنیا ۲۔ سخت ریاضیت ۳۔ صفائی سے پرہیز ۴۔ ازواجی زندگی اور خاندان سے رشتہ ختم کرنا۔

ا۔ترک دنیا

اسلام نے دنیا کو ترک کی تعلیم نہیں دی بلکہ بھرپور انداز میں دنیا میں رہ کر اس کی بُرائیوں کے خلاف جہاد کا حکم دیا ہے بلکہ اپنے عملی نمونہ سے دنیا کے لوگوں کو دین اسلام کی دعوت کا حکم بھی دیا ہے اگر مسلمان ترک دنیا کر کے بیٹھ گئے تو دعوت دین کا کام کون کرے گا۔ حدیث میں ہے۔

حضور اکرمؐ کا ایک صحابی ایک گھاٹی میں سے گزرا جس میں میٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا۔ اس کی خوبصورتی اسے اچھی لگی، کہنے لگا: "اگر میں اس گھاٹی میں رک جاوں اور لوگوں سے الگ ہو جاؤں، لیکن یہ عمل میں نبی اکرمؐ کی اجازت کے بغیر نہیں کروں گا۔"

اس نے یہ بات نبی کریمؐ سے ذکر کی، نبی کریمؐ نے فرمایا۔ "اس طرح نہ کرو، کیوں کہ تم میں سے کسی شخص کا اللہ کے راستے میں کھڑے ہونا، ساٹھ سال تنہائی میں عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور تمہیں جنت میں داخل کرے؟ اللہ کے راستے میں جہاد کرو، جس شخص نے اونٹنی کو دودھ دوہنے کے درمیانی وقفے کے برابر بھی اللہ کے راستے میں جہاد کیا اسکے لیے جنت واجب ہو گئی۔"[۴۸]

۲۔ سخت ریاضیت

رہبانیت میں محبت الہیٰ میں غلو کیا جاتا ہے اور اس محبت کو حاصل کرنے کے لیے سخت قسم کی عبادات کرتے ہیں جس میں اپنے جسم کو سخت تکالیف برداشت کرنے کا عادی بنایا جاتا جن کا حکم مذہب میں نہیں ہوتا بلکہ یہ ان کی خود ساختہ بدعت ہوتی ہے۔

مثلاً اسکندریہ کا سینٹ مکاریوس (Saint Macarius) ہر وقت اپنے جسم پر ۸۰ پونڈ کا بوجھ اٹھائے رکھتا تھا ۶ مہینے تک وہ ایک دلدل میں سوتا رہا اور زہریلی مکھیاں اس کے ننگے جسم کو کاٹتیں رہی۔ اس کے مرید سینٹ یوسیبوس نے اس سے بھی بڑھ کر ریاضیت کی۔ وہ ۱۵۰ پونڈ کا بوجھ اٹھائے پھرتا تھا اور ۳ سال تک ایک خشک کنویں میں پڑا رہا۔[۴۹]

اسلامی تعلیمات میں انسانی حقوق کے ساتھ ساتھ انسان کو اس کے اپنے جسمانی حقوق کو ادا کرنے کا حکم دیا۔ نبی کریمؐ کا ارشاد ہے۔

> "ابوجحیفہؓ سے مروی ہے رسول اللہؐ نے سلمان اور ابو الدرداء کے مابین بھائی چارہ کروایا تو ایک دن سلمان نے ابوالدرداءؓ کو ملے، دیکھا کہ ان کی بیوی ام الدرداء معمولی کپڑے میں پہنے ہوئے ہے، چنانچہ انہوں نے پوچھا کہ

تمہاری حالت ایسی کیوں ہے؟ انہوں نے جواب دیا: تمہارے بھائی ابو الدرداءؓ کو دنیا سے کوئی رغبت نہیں ہے۔ کہ جب ابو الدرداءؓ گھر آئے تو پہلے انہوں نے سلمانؓ کے سامنے کھانا پیش کیا اور کہا: کھاؤ میں آج روزے سے ہوں۔ سلمانؓ نے کہا: میں نہیں کھاؤں گا جب تک کہ تم بھی میرے ساتھ نا کھاؤ۔ چنانچہ سلمان نے بھی کھایا۔ پھر جب رات آئی تو ابو الدرداءؓ تہجد پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے، تو سلمان نے ان سے کہا: سو جاؤ۔ پھر تہجد پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو کہا سو جاؤ، پھر جب صبح قریب ہوئی تو سلمان نے کہا: اب اٹھ جاؤ، چنانچہ دونوں نے نماز پڑھی۔ پھر سلمان نے کہا" تمہارے جسم کا، تمھارے خدا کا، تمھارے مہمان کا، تمھاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، اس لیے ہر حق والے کو اسکا حق دو" اس کے بعد دونوں آپؐ کی خدمت میں آئے اور آپؐ سے اس گفتگو کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: "سلمان نے سچ کہا۔"[۵۰]

۳۔ صفائی سے پرہیز:

رہبانیت میں محبت الہیٰ کو حاصل کرنے کے لیے یہ اصول بھی بنایا گیا کہ جسم کو صاف نہ کیا جائے بلکہ ہر وقت گندا ہی رہا جائے۔ وہ جسم کی ظاہری صفائی کو اہمیت نہیں دیتے تھے بلکہ جسم کو صاف کرنا روح کو ناپاک کرنا سمجھتے تھے۔ سینٹ اتھاناسیوس(Saint Athena Seuss) بڑی عقیدت اور فخر سے سینٹ اینتھنی(Saint Anthony)کی یہ خوبی بیان کرتا ہے۔ "اس نے مرتے وقت تک اپنے پاؤں نہیں دھوئے۔"[۵۱]

جب کہ اسلامی تعلیمات اس کے بالکل برعکس ہیں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

"صالح بن ابی حسان فرماتے ہیں۔" میں نے سعید بن مسیب کو سنا وہ کہہ رہے تھے اللہ تعالیٰ پاک اور مہربان ہے وہ پاکیزگی اور مہربانی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور اللہ سخی اور فیاض ہے اور وہ سخاوت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ آگے فرمایا اپنے گھر کے صحن اور سامنے کے میدان کو پاک صاف رکھو، اور یہود کی نقل(مشابہت)نہ کرو۔"[۵۲]

۴۔ ازواجی زندگی اور خاندان سے رشتہ ختم کرنا

رہبانیت اختیار کرنے والے دنیا اور دنیا کے سارے رشتوں سے تعلق ختم کر لیتے ہیں ان کے فرائض اور حقوق کو وہ پورا نہیں کرتے۔ جیسے رہبانیت اختیار کرنے والے مرد بھی اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور اپنی تمام ذمہ داریوں سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

گوتم بدھ اپنے پیروکاروں کو رہبانیت کی تعلیم دیا کرتا تھا کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور اعزہ واقرباء سے کٹ کر خانقاہوں میں رہ پڑیں جبکہ اسلام رہبانیت کا شدید مخالف ہے اور اس نے رہبانیت کو اہل کتاب کی ایجاد کردہ بدعت بتایا اور اس کی مخالفت کی۔ اسلام کا دم بھرنے والوں کو معاشرتی زندگی اور ادائیگی حقوق و فرائض سے بھرپور زندگی گزارنے کا درس دیا گیا ہے۔[۵۳]

سینٹ نائلس (Saint Niles) دو بچوں کا باپ تھا۔ جب اس پر رہبانیت کا دورہ پڑا تو وہ روتی بیوی کو چھوڑ کر اس سے الگ ہو گیا۔ چوتھی صدی تک یہ خیال پوری طرح زور پکڑ گیا کہ جو شخص کلیسا کی مذہبی خدمات انجام دیتا ہو، اس کے لیے شادی شدہ ہونا بڑی گھناؤنی بات ہے۔[۵۴]

اسلامی تعلیمات میں بھرپور ازواجی اور معاشرتی زندگی گزارنے کا حکم دیا گیا ہے جیسے نبی کرام ﷺ کا حکم ہے۔

"عن عائشة، ان رسول الله ﷺ نهى عن التبتل."

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں" کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجرد (غیر شادی شدہ) رہ کر زندگی گزارنے سے منع فرمایا۔"[۵۵]

اس بارے میں فرمان الہیٰ ہے۔

"وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَـهُـمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِـىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰـهِ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۔"[۵۶]

"درحقیقت کئی رسول ہم نے تم سے پہلے بھیجے اور ان کو بال بچوں والا بنایا۔ اور اللہ کے حکم کے سوا یہ اختیار کسی رسول کو نہیں کہ وہ کوئی معجزہ لائے، ہر ایک زمانے کے مناسب احکام ہوتے ہیں۔"

اسلام کا نظام حیات اور رہبانیت:

اسلام کی تعلیمات میں رہبانیت کی کوئی جگہ نہیں کیونکہ رہبانیت دنیاوی، سماجی، ازواجی ذمہ داریوں سے منہ موڑنے کا نام ہے اس لیے رہبانیت اختیار کرنے والے لوگ غاروں، جنگلوں اور تنہائی میں رہ کر عبادت کرتے ہیں اور وصال حق کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی رو سے یہ طریقہ زندگی حق تلاش کرنے والوں نے خود اختیار کیا ہے۔ ان پر فرض یا واجب نہیں کیا گیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ."[۵۷]

"اور رہبانیت کی بدعت ان لوگوں نے بنائی، ہم نے اسے ان پر فرض (واجب) نہیں کیا۔ بلکہ ان لوگوں نے اللہ کو راضی کرنے کے لیے اسے شروع کیا۔"

اسلام میں رہبانیت کا کوئی تصور نہیں، جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"لَا رَهْبَانِيَةُ فِي الاِسْلَامِ."

"اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں ہے۔"[۵۸]

آپ ﷺ کا یہ فرمان امت مسلمہ تعلیم دے رہا ہے کہ اسلام جیسا جامع دین آجانے کے بعد اسلام کے پروکاروں کو رہبانیت کی مشقتوں اور تکلیفوں کو برداشت کرنے کی بجائے وہ قرآن و سنت کی تعلیمات و احکامات پر عمل کریں اور اپنی دنیاوی ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے پروردگار کا قرب حاصل کریں۔

اسلام سے قبل رہبانیت کو درست سمجھا جاتا تھا اور اس کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے دنیا کو چھوڑ کر جنگلوں میں جا کر اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے۔ لیکن اسلام نے اس کو ممنوع قرار دیئے دیا۔

حاصل بحث:

اسلام کی تعلیمات کی بنیاد دو چیزوں پر ہے ایک کتاب اللہ اور دوسری سنت رسولؐ۔ اسلامی تصوف کی بنیاد بھی یہی دونوں چیزیں ہیں جب کہ دوسری جانب رہبانیت ہے جس کی بنیاد غیر اسلامی تعلیمات پر ہے، جس کا طریقہ کار ہندوؤں، بدھوں، کاہنوں کے مطابق ہے اور اسلام نے واضع طور پر اس سے منع کر دیا ہے۔ تصوف اور رہبانیت دنوں الگ الگ ہیں تصوف کی بنیاد اسلامی تعلیمات ہیں اور اس میں ارکان اسلام کو پورا کیا جاتا ہے۔ بلکہ لوگوں کے ساتھ محبت، اخلاق کے ساتھ پیش آنے اور حقوق العباد کی ادائیگی کو بھی یقینی بنایا جاتا ہے۔ جبکہ رہبانیت تصوف کی تعلیمات کے یکسر مخالف نظر آتی ہے اس میں عبادات کو کرنے کا اپنا ایجاد کردہ طریقہ ہے عبادات میں حد سے زیادہ غلو کرتے ہیں جس میں راہب اپنے آپ کو مختلف آزمائشوں میں ڈالتے ہیں اور طرح طرح کی جسمانی مشکلات کو اٹھاتے ہیں جبکہ حقوق العباد کو نظر انداز کر دیتے ہیں، بلکہ دنیا کے رشتے ناطوں کی مخالفت کی جاتی ہے اور ان کو فتنہ تصور کیا جاتا ہے۔ دنیا کو ترک کر کے الگ تھلگ زندگی گزارتے ہیں دوسرے الفاظ میں اپنے فرائض سے جان چھوڑا کر بیٹھ جاتے ہیں۔

بعض افراد یونانی، ایرانی، ہندی تصوف کو اسلامی تصوف سمجھتے ہیں یہ تصوف اصل تصوف نہیں کیونکہ اصل تصوف کی بنیاد اسلام پر ہے جبکہ غیر اسلامی تصوف اسلامی تصوف کی ضد ہے۔ جس طرح کسی مسلمان کے کسی غلط عمل کی وجہ سے اسلام کی تعلیمات پر کوئی حرف نہیں آ سکتا اسی طرح کسی نام نہاد صوفی کی غلط طریقہ کی وجہ سے تصوف کو بدنام کرنا بھی ناانصافی ہے۔

ہمیں اس تصوف کی حمایت کرنی چاہیے جو اسلامی تعلیمات کے ساتھ ہو۔ جس میں ارکان اسلام کو اپنایا گیا ہو، جس میں تمام حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھا جائے۔ مگر جس تصوف میں ان باتوں سے ہٹ کر نیا نظریہ اپنانے پر زور دیا جائے ہمیں اس کی مخالفت کرنی چاہیے کیونکہ وہ تصوف نہیں رہبانیت ہے، رہبانیت کی تعلیم اسلامی تعلیمات کے مخالفت ہے۔

تصوف کا پیروکار راہب نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ محنت مزدوری کرتے ہیں۔ حلال روزی کماتے ہیں اور اپنی حلال کمائی سے اپنے گھر والوں کی روزی کا بندوبست کرتے ہیں بلکہ اور بہت سے دوسرے ضرورت مند لوگوں کی مدد بھی کرتے ہیں۔ شب بیداری کرتے ہیں اور اللہ کے حضور حاضری دیتے ہیں۔ دن میں نسل انسانی کی بہتری کے لیے اپنے فرائض کو ادا کرتے ہیں۔

تصوف اس روحانی سفر کا نام ہے جو شریعت کی راہوں سے گزر کر معرفت و حقیقت کی منزل تک پہنچتا ہے۔ جو اس راہ سے گزرتا ہے وہی صوفی کہلانے کا اہل ہوتا ہے اور جو شخص شریعت، ایمان و عقائد کا بھی لحاظ نہیں رکھتا وہ صوفی نہیں بلکہ ابلیس کا کھلونا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

[1]- ابو نعیم عبد الحکیم خان جالندھری، قائد اللغات (لاہور: حامد اینڈ کمپنی لاہور، ۲۰۰۴)، ص ۳۵۶۔

[۲]-مقبول بیگ بدخشانی، فیروز اللغات، فارسی، اردو (لاہور: فیروز سنز، ۲۰۰۴)، ص ۲۲۴۔

[۳]-مولوی فیروزالدین، جامع فیروز اللغات (لاہور: فیروز سنز، ۲۰۱۰)، ص ۲۶۳۔

[۴]-ا، ابوالحسن الشطنوفی، بھجۃ الاسرار، (لاہور: بیروت، لبنان، ۱۹۹۹)، ص ۵۰۔

[۵]-یوسف سلیم چشتی، تاریخ تصوف، (لاہور: علماء اکیڈمی، محکمہ اوقاف پنجاب، ۱۹۷۶)، ص ۹۹۔

[۶]-القرآن کریم، سورۃ البقرہ، آیت ۵۔۴۔

[۷]-، خواجہ شمس الدین عظیمی، احسان و تصوف، (ملتان: خواجہ شمس الدین ریسرچ سوسائٹی، ۲۰۱۰)، ص ۲۸۔

[۸]-خواجہ شمس الدین عظیمی، احسان و تصوف، ص ۲۸۔

[۹]-ابوالاعلیٰ مودودی، رسائل و مسائل، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، ۲۰۰۲)، جلد ۲، ص ۲۸۹ تا ۲۹۰۔

[۱۰]-اردو دائرہ معارف اسلامیہ، (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۰۵)، جلد ۶، ص ۴۲۹۔

[۱۱]-محمد جمیل زینو، تصوف کتاب و سنت کی روشنی میں، مترجم، عبدالجبار بن بلال احمد، (راولپنڈی: دارالفکر اسلامی، ۲۰۱۱)، ص ۳۳۔

[۱۲]-ڈاکٹر مبارک علی، المیہ تاریخ، (لاہور، تاریخ پبلی کیشنز، ۲۰۱۲)، ص ۴۴۔

[۱۳]-ضیاالحسن فاروقی،، حضرت جنید بغدادی شخصیت اور تصوف، (نئی دہلی: جامعہ لمٹیڈ، ۱۹۸۲)، ص ۹۳ تا ۹۴۔

[۱۴]-ڈاکٹر تاراچند، اسلام کا ہندوستانی تہذیب پر اثر، مترجم چوہدری رحم علی الہاشمی، (دہلی: آزاد کتاب گھر، ۱۹۹۶)، ص ۹۴۔

[۱۵]-یوسف سلیم چشتی، تاریخ تصوف، ص ۱۰۷۔

[۱۶]-القرآن کریم، سورۃ العلق، آیت ۱۹۔

[۱۷]-القرآن کریم، سورۃ النحل، آیت ۱۲۸۔

[۱۸]-القرآن کریم، سورۃ الشرح، ۹۴ آیت ۸۔۷۔

[۱۹]-القرآن کریم، سورۃ الحدید، آیت ۴۔

[۲۰]-ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات شریعت، (لاہور: الفیصل، ۲۰۰۹)، ص ۱۶۹۔

[۲۱]-ایضاً، ص ۳۱۶۔

[۲۲]-یوسف سلیم چشتی، تاریخ تصوف، ص ۱۳۷ تا ۱۳۸۔

[۲۳]-القرآن کریم، سورۃ الجمعہ، آیت ۲۔

[۲۴]-یوسف سلیم چشتی، تاریخ تصوف، ص ۱۰۹۔

[۲۵]-القرآن کریم، سورۃ المزمل، آیت ۱۱۔۱۔

[۲۶]-ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات شریعت، ص ۳۱۲۔

[۲۷]-ڈاکٹر غلام جیلانی برق، یورپ پر اسلام کے احسان، (لاہور: غلام علی سنز پبلشرز، ۱۹۹۰)، ص ۲۶۹ تا ۲۷۰۔

[۲۸]-واحد بخش سیال چشتی، روحانیت اسلام، (لاہور: جے ایس پرنٹر، ۱۹۸۸)، ص ۱۰۰۔

[۲۹]-وحیدالزمان قاسمی کیرانوی،، القاموس الوحید، (لاہور: ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۱)، ص ۶۷۵۔

[۳۰]-امام راغب اصفہانی، مفردات القرآن، مترجم محمد عبدہ فیروزپوری، (لاہور: اسلامی اکیڈمی، ۲۰۰۹)، جلد ۱، ص ۴۴۲۔

[۳۱]-ابوالاعلی مودودی، تفہیم القرآن، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۹۶)، جلد ۵، ص ۳۲۴۔ ابوالاعلی مودودی، اسلام اور رہبانیت، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، ۲۰۰۸)، ص ۶۔

[۳۲]-معلوف، لویس، المنجد، مترجم عبد الحفیظ بلیاوی، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، ۲۰۰۹)، ص ۳۱۶۔

[۳۳]-عبد اللہ بن احمد بن حنبل، مسند احمد، مترجم مولانا محمد ظفر اقبال، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۲۰۰۱)، جلد ۵، ص ۸۱۳، رقم الحدیث ۱۳۸۴۴۔

[۳۴]-ڈاکٹر لیبان، تمدن ہند، مترجم: سید علی بلگرامی، (لاہور: الفیصل، ۲۰۱۵)، ص ۱۶۹۔

[۳۵]-عماد الحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب، (لاہور: مکتبہ جدید، ۲۰۱۳)، ص ۱۰۲۔

[۳۶]-ایضاً، ص ۱۰۶۔

[۳۷]-ڈاکٹر لیبان، تمدن ہند، مترجم: سید علی بلگرامی، ص ۲۰۳۔

[۳۸]-کیرن آرم، سٹرانگ، مذہب کی ابتدائی تاریخ، مترجم: یاسر جواد، (لاہور: مشتاق بک، ۲۰۱۶)، ص ۳۳۸۔

[۳۹]-ڈاکٹر لیبان، تمدن ہند، مترجم: سید علی بلگرامی، ص ۲۰۲ تا ۲۰۳۔

[۴۰]-پروفیسر محمد یوسف خان، تقابل ادیان، (لاہور: بیت العلوم، ۲۰۰۵)، ص ۱۹۷۔

[۴۱]-القرآن کریم، سورۃ الحدید، آیت ۲۷۔

[۴۲]-ابو الاعلی مودودی، تفہیم القرآن، جلد ۵، ص، ۳۲۷۔

[۴۳]-عبد اللہ بن احمد بن حنبل، مسند احمد، مترجم: مولانا محمد ظفر اقبال، جلد ۵، ص ۸۱۳، رقم الحدیث ۱۳۸۴۴۔

[۴۴]-مائیکل کوگان وغیرہ، دنیا کے قدیم وجدید مذاہب، مترجم: طاہر منصور فاروقی، (لاہو: تخلیقات، ۲۰۱۶)، ص ۲۸۸ تا ۲۸۹۔

[۴۵]-پروفیسر محمد یوسف خان، پروفیسر، تقابل ادیان، ص ۲۱۶۔

[۴۶]-ابو الاعلی مودودی، تفہیم القرآن، جلد ۵، ص ۳۲۶۔

[۴۷]-ابو الاعلی مودودی، اسلام اور رہبانیت، ص، ۲۳۔

[۴۸]-علامہ محمد ناصر الدین البانی، سلسلہ احادیث صحیحہ، مترجم: محمد محفوظ احمد، (لاہور: انصار السنہ پبلی کیشنز، ۲۰۰۰)، جلد ۳، ص ۴۲۱، رقم الحدیث، ۲۰۳۶۔

[۴۹]-ابو الاعلی مودودی، تفہیم القرآن، جلد ۵، ص ۳۲۷۔

[۵۰]-ابو عیسیٰ محمد بن عیٰسی ترمذی، السنن الترمذی، کتاب الزھد، باب، امر بالمعروف نہی عن المنکر، (الریاض: مکتبہ دار السلام، ۲۰۱۲)، رقم الحدیث، ۲۴۱۳۔

[۵۱]-ابو الاعلی مودودی، تفہیم القرآن، جلد ۵، ص ۳۲۸۔

[۵۲]-ابو عیسیٰ محمد بن عیٰسی ترمذی، السنن الترمذی، کتاب، الادب رسول اللہ ﷺ، باب اسلامی اخلاق وآداب، رقم الحدیث، ۲۷۹۹۔

[۵۳]-پروفیسر محمد یوسف خان، تقابل ادیان، ص ۱۰۱۔

[۵۴]-ابو الاعلی مودودی، تفہیم القرآن، جلد ۵، ص ۳۲۹۔

[۵۵]-عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، السنن النسائیؒ، کتاب نکاح، باب النھی عن التبتل، (الریاض: مکتبہ دار السلام، ۲۰۰۹)، رقم الحدیث، ۳۲۱۵۔

[۵۶]-القرآن کریم، سورۃ الرعد، آیت ۳۸۔

[۵۷]-القرآن کریم، سورۃ الحدید، آیت ۲۷۔

[۵۸]-احمد بن علی بن حجر عسقلانی، فتح الباری، (بیروت: دار المعرفۃ، ۱۹۶۰)، جلد ۹، ص ۱۱۱۔